سورۂ الم نشرح کی بے مثال اور بے نظیر تفسیر

اَلکَلامُ الاَوضَحُ فِی تَفسِیرِ سُورَۃ اَلَم نَشرَح

تصنیفِ لطیف: رئیس المتکلمین حضرت علامہ مفتی
مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org
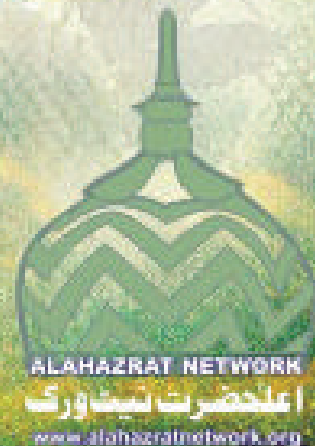
سورۃ الم نشرح کی بے مثال اور بے نظیر تفسیر
الکلام الاوضح
فی
تفسیر سورۃ الم نشرح
تصنیف لطیف
حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ
والد ماجد امام اہلسنت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

مشغول رہتے ہیں اور اس جگہ کئی امر قابل بیان کے ہیں امر اوّل یہ ہے فا اس آیت میں واسطے بیان علیت اور تصریح سبب مابعد کے ہے چنانچہ ضمن تفسیر میں بھی اس طرف اشارہ کیا گیا یعنی خدا تعالیٰ نے آپ کے سینہ کو کھولا اور بوجھ آپ کا اتار دیا اور ذکر آپ کا بلند کیا اسلئے کہ وہ اپنے بندوں کو ہر سختی کیساتھ آسانی عنایت فرماتا ہے اور ہر تنگی کیساتھ فراخی بخشتا ہے اور اس مقام پر یہ شبہہ کہ ترتیب سبب مسبب پر معقول نہیں بلکہ مسبب سبب پر مترتب ہوتا ہے وارد نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ذکر مسبب ذکر سبب کو اقتضا کرتا ہے ہاں یہ شبہہ باعتبار نفس الامر کے وارد ہو سکتا ہے کہ نظر دقیق انشراح صدر کے سبب لئے ورود مصیبت اور قوت وتحمل کے مسبب پر حکم کرتی ہے اس لئے ابتدا امر میں خدا تعالیٰ محض فضل وکرم سے مقبولان بارگاہ کے سینوں کو ایک طرح کی فراخی عنایت فرماتا ہے کہ اس سے تحمل ومصائب کی استعداد انکے دل میں پیدا ہوتی ہے پھر وہ اس استعداد کے موافق بھاری بھاری کاموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُن کو اپنے دوش ہمت پر اُٹھا کر نہایت کو پہنچاتے ہیں اور اُن کے صلہ میں بڑے بڑے درجے اور مرتبے اور دونوں جہان میں عزت اور ناموری حاصل کرتے ہیں اور جواب اُسکا یہ ہے کہ جس طرح اصل شرح صدر ورود عسر اور حصول یسر کے استعداد کا موجب ہے اس طرح کمال اُس کا مشقت کے ورود اور اُس کے اُٹھا لینے سے متاخر اور اُس کا مسبب ہے قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص مشقت زیادہ اٹھاتا ہے سینہ اُس کا زیادہ کشادہ ہو جاتا ہے چنانچہ جو لوگ جنگ وپیکار کی سختی ایک بار اُٹھا لیتے ہیں اُن کے دل سے خوف اور ڈر نکل جاتا ہے اور لڑنے پر دلیر ہو جاتا ہے اسی طرح جب مقبولان الٰہی اپنی استعداد کے موافق جو ذہنی شرح صدر کی وجہ سے اُن کو حاصل ہوتی ہے کسی کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُسے بڑی محنت ومشقت سے انجام کو پہنچاتے ہیں سینہ اُن کا زیادہ کشادہ ہو جاتا ہے اور حوصلہ اُن کا بڑھ جاتا ہے اُس وقت استعداد دوسرے کام کی کہ پہلے سے زیادہ بھاری ہے کمال کی حد کو پہنچتی ہے چنانچہ یہ ترتیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بھی جو وضعنا عنک وزرک کی تفسیر میں مذکور ہوئی ظاہر ہے کہ ہر پچھلا واقعہ اور معاملہ اُن میں سے بہ نسبت اپنے ماقبل کے سخت تر ہے پس ہر مرتبہ انشراح صدر کا سوا مرتبہ اولیٰ کے معاملہ سابقہ کا مسبب اور معاملہ لاحقہ کا سبب ہے اور کمال اس نعمت یعنی شرح صدر کا ورود عسر اور حصول یسر سے متاخر اور اُن پر مترتب ہے اور اس تقریر سے یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ کمال حقیقی نعمت شرح صدر اور اسکے دونوں فروع یعنی وضع وزر اور رفع ذکر کا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں منحصر ہے کہ جس قدر مصیبتیں راہ دین میں اُس جناب برگذریں کسی پیغمبر اور رسول کو پیش نہیں آئیں آپ فرماتے ہیں ما اوذی نبی مثل ما اوذیت میرے برابر کوئی پیغمبر نہ ایذا دیا گیا اور حاصل ہونا اصل شرح صدر کا اور پھر ہونا وضع وزر اور رفع ذکر کا بھی بخوبی ظاہر ہوا کہ عالی ہمت کو جو سخت کام کہ پیش آتا ہے سینہ کی کشادگی اور حوصلہ کی فراخی سے آسان معلوم ہوتا ہے یہانتک باوجود انواع مزاحم اور طرح طرح کی مشقتوں کے اور موانع کے اُسکو حاصل کر کے اپنے اقران و امثال میں بڑی عزت اور زمانہ حال واستقبال میں کمال شہرت پیدا کرتا ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ یہ نعمت اصلی یعنی عطیہ کمال ذاتی انسان کا نہیں بلکہ جس کو اپنے کام کیلئے پیدا کرتے ہیں اور دونوں جہان کی عزت دینا چاہتے ہیں اُس کے حوصلہ کو فراخ اور سینہ کو کشادہ اور ہمت کو بلند اور دل کو قوی اور نفس کو مطمئن اور عقل کو کامل اور سر کو ماسوا سے پاک اور روح کو جسم پر غالب اور حواس کو خیال غیر سے خالی کرتے ہیں تا ہر سخت کام کو جو راہ محبوب میں پیش آوے بے تکلف اٹھالے اور کسی تکلیف ومشقت وبلائے مصیبت

سے نہ گھبرائے اور جسے سعادت وعزت سے محروم رکھنا چاہتے ہیں اُسکے سینہ کو تنگ اور حوصلہ کو پست کرتے ہیں کہ ہرگز اس راہ کی طرف خیال نہیں کرتا اور جو کرتا ہے تو ادنیٰ تکلیف سے گھبرا کر اپنے ارادہ سے باز رہتا ہے اکثر بدمذہب دین اسلام کی حقیقت کا اقرار کرتے ہیں اور جو اُس سے کہا جاتا ہے کہ پھر تم کس لئے اس اچھے دین کو اختیار نہیں کرتے تو کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنے مذہب کو چھوڑ دیں اور دین اسلام اختیار کریں تو ہمارے جورو بچے ہم سے چھٹ جائیں اور دوست آشنا دشمن ہو جائیں یا کہتے ہیں کہ اگر ہم مسلمان ہو جائیں تو ہمارے عزیز قریب ہم کو گھر سے نکال دیں یا ہمارے ہم مذہب ہم پر طعن وتشنیع کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء جسے خدا تعالیٰ راہ دکھاتا ہے اُسکے سینہ کو اسلام کیلئے کشادہ کرتا ہے اور جسے گمراہ کیا چاہتا ہے اُس کے سینہ کو ایسا تنگ کرتا ہے گویا وہ آسمان پر چڑھتا ہے امر دوم کلمہ مع عرب کے لغت میں مقارنت کے واسطے اور ساتھ کے معنی پر آتا ہے اور اُسے تنگی اور فراخی کے زمانہ کا ایک ہونا سمجھا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک چیز ایک اعتبار سے آسانی ہو جیسے کہتے ہیں کہ بیماری اور تنگ دستی اگرچہ فی نفسہٖ مصیبت ہے مگر مسلمان کے حق میں آسانی ہے اس لئے کہ بیماری سے اُس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور مفلسی سے آخرت کے حساب کتاب میں آسانی اور چوری اور لوٹ اور حاکم کے تاوان سے بے فکری ہوتی ہے اور کافروں سے لڑ کر اپنا سر کٹانا اگرچہ بڑا دشوار کام ہے مگر ثواب کی امید اور بہشت کی توقع اُسکو آسان کردیتی ہے پس ہر مصیبت یا صاحب مصیبت پر شاق ہوتی ہے مگر دوسرے اعتبار سے اُسکے حق میں آسانی اور فائدہ کا سبب ہوسکتی ہے اور یا شاق ہی نہیں ہوتی پہلی صورت میں اجتماع ضدین زمانہ واحد میں ہے مگر دو اعتبار سے اور یہ ممنوع نہیں اور دوسری صورت میں اجتماع ضدین سے نہیں بلکہ فقط آسانی پائی جاتی ہے اہل بیت طریقت فرماتے ہیں کہ طالب اپنے مولیٰ کے کسی مصیبت سے دل تنگ نہیں ہوتے بلکہ اس نظر سے کہ وہ مصیبت اُنکے محبوب نے اُن پر نازل فرمائی ہے محظوظ و مسرور رہتے ہیں اور اُس مصیبت سے لذت اُٹھاتے ہیں اگلے مفسروں نے اس بات کی طرف توجہ نہ فرمائی اس لئے اُن کو اس تکلیف وتاویل کی حاجت ہوئی کہ مع اگرچہ عرب کی زبان میں مقاربت کے لئے آتا ہے مگر جو ایک چیز دوسرے چیز کے بعد حاصل ہوتی ہے اُس نزدیکی کو بھی ملنا کہتے ہیں اور مع کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور دنیا کی سختی سے اگرچہ دراز ہو آخرت کی آسانی سے بہت نزدیک ہے گویا دونوں ملے ہوئے ہیں اور اُن کا ایک ہی زمانہ ہے امر سوم بعض مفسرین کہتے ہیں کہ تکرار اس آیت کی واسطے تاکید کے ہے اور وجہ تاکید کی یہ ہے کہ جب آدمی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے سمجھتا ہے کہ اب یہ مصیبت کبھی دور نہ ہوگی اسلئے آسانی کے وعدہ کو موکد کیا اور مزید تاکید کیواسطے حرف ان کیساتھ مصدر تا آفت زدوں اور شکستہ دلوں کی اچھی طرح تسکین ہو جائے اور کسی طرح کا شک وشبہ اس امر میں واقع نہ رہے علامہ بیضاوی اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ انّ معرض شک میں مذکور ہوتا ہے اور مبرد سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ قائم ان عبداللہ قائم اور ان عبداللہ لقائم میں یہ فرق ہے کہ پہلا جملہ مجرد اخبار ہے اور دوسرا جواب ہے سائل متردد فی القیام اور تیسرا جواب ہے منکر عن قیام کا مگر تاسیس تاکید سے اولیٰ ہے اس لئے محققین اس آیت کو دو وجہ کیساتھ تفسیر کرتے ہیں اول یہ کہ پہلی آیت میں عسر سے تنگ دستی اور مفلسی اور یسر سے وہ آسودگی اور فراخی کہ عرب کے فتح ہونے سے آپکو اور آپ کے یاروں کو حاصل ہوئی مراد ہے اور اس آیت میں عسر سے دنیا کی تکلیف اور